اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنا لیں

(عقیدہ کورس)

پارٹ 1

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالیں

(عقیدہ کورس)

پارٹ 1

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنا لیں (عقیدہ کورس پارٹ 1)
مصنفہ	:	نگہت ہاشمی
طبع اول	:	نومبر 2017ء
تعداد	:	1000
ناشر	:	النور انٹرنیشنل
لاہور	:	102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور
فون نمبر	:	0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301
کراچی	:	گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی
فون نمبر	:	0336-4033034، 021-35292341-42
فیصل آباد	:	121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد
فون نمبر	:	03364033050، 041-8759191
ای میل	:	sales@alnoorpk.com
ویب سائٹ	:	www.alnoorpk.com
فیس بک	:	Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدے میں بنیادی حقائق شامل ہیں جن کی بنیاد پر زندگی گزارنی ممکن ہے۔ الحمد للہ عقائد کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ وہ چھ ہیں۔ ہم انہیں علمی اور عملی اعتبار سے دیکھیں گے، سادگی کے ساتھ اپنی زندگی میں شامل کرنے، اپنی فکر کو اس میں ڈھالنے، اپنے عمل میں لانے اور دوسروں تک اسے پہنچانے کے لیے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

عقیدہ وہ ہے جو قلب و ذہن میں راسخ ہو جائے

بات اللہ تعالیٰ پر اعتقاد کی ہو یا فرشتوں پر اعتقاد کی، کتابوں پر اعتقاد کی ہو یا رسولوں پر اعتقاد کی، آخرت پر اعتقاد کی ہو یا تقدیر پر اعتقاد کی، اصل چیز یہ ہے کہ وہ ہمارے قلب اور ذہن اور زندگی کے اندر اتر آئے۔ عقیدہ ایک بنیادی حقیقت ہے وہ ہمارے قلب و ذہن میں ایسے اترے کہ ہماری زندگی اسی کے مطابق ڈھل جائے۔ ہم اسی فکر میں جئیں اور اسی فکر میں ہماری ساری زندگی گزر جائے۔ کچھ بنیادی چیزیں ہیں جن کو ہم دیکھیں گے:

پہلی بات جسے دیکھنے کی ضرورت ہے وہ ہمارا یہ جہان ہے جس میں ہم رہتے ہیں۔ اس دنیا میں اس جہان میں رہنے کے لیے زندگی کا دستور چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک چھوٹا سا ایٹم ہے اس کا بھی ایک دستور ہے، اس کا مرکز، اس کے الیکٹرونز کی تعداد اس کی حیات کا تعین یا اس کے مقام کو متعین کرتی ہے کہ اس نے کس طرح سے جینا ہے۔ اس طرح سے آپ چھوٹے سے بیج کے اندر دیکھتے ہیں کہ اس میں اس کی زندگی کی کہانی لکھی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جیسے گندم کا بیج ہے تو گندم کے بیج نے کہاں اگنا ہے، اس کی کونپل، اس کی جڑ اس کا پودا کتنا ہوگا۔ اس کے خوشے اور ان کے اوپر دانے کیسے لگیں گے۔

کتنے عرصے میں پروان چڑھے گا اور کس موقع پر اسے کاٹ لیا جائے گا۔ایک بیج ساری کہانی رکھتا ہے۔عقیدہ بیج (Seed) ہے۔اس بیج (Seed) کے اندر ہماری پوری زندگی کی کہانی ہے اور ہم نے اسے (Decode) کرنا ہے۔کیسے کرنا ہے؟ یہ ہم سیکھیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

عقیدہ دراصل جہان میں رہنے کا طریقہ ہے

زندگی بسر کرنے کے طریقے میں سب سے پہلا طریقہ ہماری سوچ کا، ہماری فکر کا ہے۔ ہر انسان کو ایک دستور چاہیے جو اسے یہ بتائے کہ اسے اس دنیا میں کس طرح رہنا ہے اور کس طرح نہیں رہنا۔ ہر انسان کو زندگی کی کتاب چاہیے کیونکہ ہر چیز کے اندر رب العزت نے اس کی زندگی کی کہانی لکھ رکھی ہے۔ہماری زندگی کی یہ کہانی ہمارے ہر خلیے (Cell) کے اندر تو لکھی ہوئی ہے کہ ہمارا یہ جسم کس طرح سے پروان چڑھے گا، کیسے کام کرے گا؟ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں عقل بھی عطا کی ہے بھلائی اور برائی کی پہچان بھی دی ہے لیکن ہمارے جسم ،روح اور عقل کا توازن(Balance) کس طرح سے قائم ہو؟ تو یہ کہانی ہمارے اندر(Built in) نہیں ہے۔ یہ ساری ہدایات(Instructions) رب العزت نے ایک کتاب کی صورت میں ہمیں دی ہیں۔جیسے آپ دوسری چیزوں کے بارے میں دیکھتے ہیں جو انسان بناتے ہیں جیسے کوئی مشینری وغیرہ تو ان کی(Working) کے لیے (Instruction Manual) چاہیے ہوتا ہے۔جیسے آپ کی واشنگ مشین ہے، جوسر ہے یا آپ کا موبائل ہے تو اس کی ورکنگ (Instruction Manual) میں لکھی ہوتی ہے۔ہمیں بھی اپنی زندگی کے

لیے ایسی کتاب چاہیے جس میں یہ لکھا ہو کہ ہم کیا کریں؟

کیا سنیں اور کیا نہ سنیں؟

کیا بولیں اور کیا نہ بولیں؟

کیا سوچیں اور کیا نہ سوچیں؟

کیا دیکھیں اور کیا نہ دیکھیں؟

ورکنگ یہی ہے۔ یہی اعضاء ہیں ہمارے حواس خمسہ جن کے ذریعے ہم پوری دنیا کو دریافت کرتے ہیں۔ اور یہ ہماری عقل ہے جس کے ذریعے ہم حقیقت کو سمجھتے ہیں اور اس کے بعد ہمارا عمل وجود میں آتا ہے۔ پھر اگلی کہانی ہے کہ ہم کس طرح سے اپنی زندگی کو بہتر بنائیں؟

ہمارے تعلقات کیسے ہوں؟

ہمارا خلق کیسا ہو؟

ہمارا کردار کیسا ہو؟

ہمارے باہمی تعلقات کیسے ہوں؟

ہم کیا فرائض ادا کرنے کے لیے آئے؟

اور ہم کیا حقوق رکھتے ہیں؟

ہماری معاشرتی زندگی کیسی ہونی چاہیے؟

ہمارا کمانا اور خرچ کرنا کیسا ہونا چاہیے؟

ہماری اجتماعی زندگی کے معاملات کیسے چلنے چاہئیں؟

عدل (Justice) کیسے قائم ہوگا؟

کس طرح سے ریاستی زندگی کے معاملات ترتیب پائیں گے؟

اور پوری زمین پر اصلاح کا طریقہ کار کس طرح سے جاری رہے گا؟

اللہ تعالیٰ کی کتاب زندگی کی کتاب ہے۔اللہ تعالیٰ کی کتاب بے نظیر کتاب ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔اس میں کوئی شک نہیں ہے۔اللہ رب العزت خود فرماتے ہیں۔

﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لاَ رَیْبَ ج صلے فِیْهِ ج هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾(البقرہ:2)

''یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں متقین کے لیے ہدایت ہے۔''

جو اللہ تعالیٰ سے امید بھی باندھتے ہیں اور اس سے خوف بھی رکھتے ہیں۔جو امید باندھ کر اس کے احکامات اور خوف رکھ کر اس کے عذاب سے روکے رہنے کی کوشش کرتے ہیں یہ کتاب ان کے لیے ہدایت بنتی ہے۔اس جہان میں رہنے کے لیے رہنمائی تو چاہیے اور وہ رہنمائی ساری کائنات میں تو (Built-in) ہے لیکن ہمارے لیے وہ رہنمائی ہماری ذات سے باہر یعنی کتاب کی صورت میں ہے (الحمدللہ)۔

زندگی کے لیے جو دستور چاہیے تو دستور دینے والا کون ہے؟

زندگی کی رہنمائی کے لیے کتاب چاہیے تو کتاب دینے والا کون ہے؟

جس نے ہمیں بنایا جو ہمارا خالق اور مالک ہے

جو ہمارے لیے راہ نما بھی ہے؟

جس سے مانگیں وہ تب بھی دیتا ہے اور نہ مانگیں تب بھی وہ مانگیں پوری کرتا ہے؟

وہ بتاتا ہے کہ یہ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ اس نے زندگی کیوں دی ہے؟ زندگی میں ہمیں کیا کرنا ہے؟ موت کے بعد دوسری زندگی کیوں آئے گی؟ دوسری زندگی کیوں لا متناہی ہوگی؟ اور دوسری زندگی کے لیے آج ہمیں کام کیوں کرنا ہے؟

وہی یہ بتاتا ہے کہ سیدھا راستہ کیا ہے؟ یہ راستہ کہاں تک لے کر جاتا ہے؟ اس راستے پر چلنا کیوں ضروری ہے؟ اس راستے پر جو نہیں چلتا وہ کیسے گمراہ ہو جاتا ہے؟ اور بھٹکے ہوئے انسان کے لیے سیدھے راستے پر واپس آنا کیسے ممکن ہوتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اندر جو طلب ہے کہ مجھے راستہ مل جائے تو اس طلب کو پورا کرنے والا کون ہے؟ آپ کچھ سوچتے ہیں تو سوچ کو راستہ چاہیے وہ راستہ کون بتائے گا؟ انسان کے اندر راستے کی طلب ہے اور اس طلب کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی ہمارا سب کچھ ہے جس سے ہم نے زندگی پائی اور اسی نے زندگی کے راستے بتانے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہے جو ہمارا خالق اور ہمارا مالک ہے۔ وہی حق رکھتا ہے کہ انسان کو قابل اعتماد روشنی دے۔ قابل اعتماد ذات وہی ہے اسی پر یقین (Believe) کیا جا سکتا ہے اور اسی کی مدد سے روشنی اور اندھیرے میں درست سفر جاری رکھا جا سکتا ہے۔

آپ یہ تو جانتے ہیں کہ ہماری زندگی ایک سفر ہے۔ ہم ایک دن پیدا ہوئے تھے، پھر ہمارا بچپن تھا اور لڑکپن، پھر کچھ لوگ جوانی تک پہنچے، کچھ ادھیڑ عمری تک اور کچھ بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ زندگی اور زندگی سے پہلے موت، موت سے زندگی تک اور زندگی سے پھر موت تک یہ ایک سفر ہے۔ اس سفر کے لیے ہمیں رہنمائی چاہیے۔ یہ راہنمائی ہمیں وہ ذات دیتی ہے جس نے ہمیں پیدا کیا جو ہمارا مالک ہے جس سے ہمارا (Concern) ہے

اور جس سے ہمیں (Concern) رکھنا ہے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

کیا آپ کو بھی سکون کی تلاش ہے؟

ہر انسان ایک روحانی سکون کی تلاش میں ہے

اندر سے وہ کھوج میں اور جستجو میں ہے

آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ جستجو کا سفر کرتا ہے اور ہر چیز کو اپنے ذائقے (Taste) سے پہچانتا ہے۔ آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ بچے کو جو کچھ ملتا ہے وہ منہ میں ڈال لیتا ہے۔ کیونکہ یہ ذائقہ (Taste) اس کے لیے پہلا ذریعہ بنتا ہے۔ اردگرد والے بچاتے ہی رہ جاتے ہیں کہ یہ چیز بچہ اپنے منہ میں نہ لے لیکن منہ میں ڈال کر وہ یہ جاننا چاہتا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ بچہ ہر چیز کو ذائقے سے پہچانتا ہے۔ یاد رکھیے گا کہ یہ جو ذائقہ ہے یہ بہت ابتدائی (Basic) چیز ہے۔ جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اس کے اور طریقے بھی اس کے سامنے آتے ہیں۔ لیکن یہاں سے ایک چیز کا پتہ ضرور لگتا ہے کہ ایک ننھے بچے کو بھی جستجو ہے کہ یہ کیا ہے ۔لیکن وہ دیگر ذرائع (Sources) کی بجائے ذائقے (Taste) سے اس دنیا کا تعارف حاصل کرنا چاہتا ہے اور سمجھنا چاہتا ہے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ یہ ایک تلاش ہے۔ یہ تلاش اس لیے ہے کہ وہ اپنے لیے سکون تلاش کر سکے۔ وہ ہر چیز اپنے منہ میں ڈال کر سکون حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جو چیز بھی ہے اس کے منہ میں چلی جائے۔اس کو لمحے بھر کے لیے سکون مل جاتا ہے۔

سکون تو بچے کو بھی چاہیے اور سکون بڑے کو بھی چاہیے۔ ہر انسان سکون اطمینان اور خوشی کی تلاش میں ہے۔آج آپ (Google) سے (Search) کریں تو آپ کو پتہ

چلے گا کہ ساری دنیا کس تلاش میں ہے؟ سب کس چیز کے لیے بے چین ہیں؟ سکون اور اطمینان یہ انسانوں کے لیے سب سے بڑی جستجو سب سے بڑی تلاش بن گئی ہے۔سکون اور اعتماد کا ایک مرکز ہے اور یہ مرکز انسان کی بنیادی طلب ہے۔

سکون کا مرکز کیا ہے؟

سکون تو ہمارے رب کی یاد میں ہے

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ مجھے وہ مرکز مل جائے جس کی وجہ سے مجھے سکون ملتا رہے۔لیکن ہم میں سے ہر کوئی سکون کہاں تلاش کرتا ہے؟ کوئی مال میں تلاش کرتا ہے تو کوئی دوستوں میں تلاش کرتا ہے۔کوئی تفریح (Entertainment) میں تلاش کرتا ہے تو کوئی پڑھنے میں تلاش کرتا ہے۔سکون کے لیے تلاش کے راستے جدا جدا ہیں۔پھر ایک خاص حد (Limit) تک اسے سکون ملتا ہے۔پھر وہ سکون سے محروم ہو جاتا ہے۔یاد رکھیے گا سکون اور اطمینان کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

﴿اَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:28)

سن لو اللہ کی یاد میں دلوں کا اطمینان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر انسان کی روحانی تلاش کا جواب ہے

انسان جس چیز کی تلاش میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اس کو خبر نہیں لیکن اصلاً اس کی فطرت اپنے پیدا کرنے والے کی تلاش میں ہے۔اور جس انسان نے اللہ تعالیٰ کو پالیا، جس نے اسے پہچان لیا، جو اس تک پہنچ گیا تو اس نے اپنی فطرت کے مطابق گویا سب کچھ پالیا۔جب تک انسان کو رب نہیں ملتا تو اس کو اطمینان نہیں ملتا۔جب تک انسان کو رب

نہیں ملتا تو اسے سکون نہیں ملتا اور بے سکونی رہتی ہے کیونکہ وہ اپنی اصل تک نہیں پہنچتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانیت کی منزل ہے

ہر انسان کی منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ سادہ سی بات ہے اور گہری بات ہے۔ جو کل پیدا ہوئے، جو آج پیدا ہوئے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے ہر انسان نے پہنچنا اسی رب کی طرف ہے۔ وہ ذکر سے پہنچے، وہ نماز سے پہنچے، وہ قرآن سے پہنچے، وہ اردگرد کی کائنات پہ غوروفکر کر کے، تدبر کر کے پہنچے، وہ اپنی بے کلی سے پہنچے یا اپنی بے اطمینانی سے پہنچے بہرحال ہر انسان کی منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ساری انسانیت کی منزل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

اور رب کے گرد گھومنے میں ہی سکون ہے

ہم نے دعوت الی اللہ میں سے دیکھا کام تو بس اتنا ہے کہ انسانوں کو ان کے رب کے ساتھ جوڑنا ہے۔ جیسے ایٹم کے مرکز کے گرد (Electrons) گھومتے ہیں اور جیسے طواف میں لوگ کعبے کے گرد گھومتے ہیں۔ انسان کی زندگی بس اتنی ہے کہ وہ رب کے گرد گھوم لے۔ یہی سکون ہے اور یہی اطمینان ہے۔ جس نے اپنے رب کو پالیا وہ تو گھومے گا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کعبے کے گرد گھومنے والے بھی اس چکور کمرے کے گرد تو گھوم لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے گرد نہیں گھوم پاتے الا یہ کہ اس کا احسان ہو جائے۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایک تعلق ہے اور اصل چیز تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ منزل تو اسی کی ذات ہے۔ اس کے ساتھ براہ راست تعلق (Direct Connectivity) چاہیے۔

کامیاب وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالے۔

یاد رکھیے بات سادہ سی ہے اور بات گہری ہے۔ پہلی بات بھی یہی ہے اور آخری بات

بھی یہی ہے۔ یہی عقیدہ ہے ۔اس دنیا میں کامیاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالے۔ہم نے یہ مضمون اسی لیے پڑھنا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالیں۔

دنیا میں انسان کتنے رشتے بناتا ہے۔ کتنے تعلقات جوڑتا ہے اور کتنی چیزیں حاصل کرتا ہے۔ ہر اس چیز کو اپنا بنانا چاہتا ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔لیکن ناکام رہتا ہے کیونکہ کسی کو اپنانے کے بعد اسے وہ سکون اور اطمینان نہیں ملتا۔ کامیاب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالے۔ یاد رکھیے گا سب کچھ:

خوشی بھی اسی سے اور غم بھی اسے سے (Share) کرنے ہیں۔

دینے والا بھی وہی ہے اور لینے والا بھی وہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک دعا میں فرماتے ہیں:

﴿**اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ**﴾ (بخاری:6330)

اے اللہ! تیری عطا کوئی روکنے والا نہیں اور تیری دی ہوئی چیز کوئی عطا کرنے والا نہیں اور دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔

یہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

جو اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ دینے والا وہی ہے تو وہ کہاں تک پہنچ جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ تک ۔دینے والے کے طور پر بھی اسے پالیا اور لینے والے کے طور پر بھی پالیا۔ انبیاء کا کتنا خوب صورت فہم (Understanding) تھا۔

ابراہیم علیہ السلام نے کیسے اپنے رب کو پہچان لیا؟

میں سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے بارے میں سوچتی ہوں تو کہتی ہوں یا اللہ! کافر گھرانے میں، کافر علاقے میں رہ کر کیسے تو نے ایک ہیرے کو پروان چڑھایا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالیا تھا۔ آپ اس بات کو اپنے حوالے سے پڑھ کے دیکھیں۔ سوچ کر، زندگی میں بسا کر دیکھیں:

''وہی ہے جو مجھے کھلاتا ہے۔''

رب کو کھلانے والے کے طور پہ پالینا

''وہی ہے جو مجھے پلاتا ہے۔''

﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ (الشعراء:80)

جب میں بیمار ہو جاؤں وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔

سبحان اللہ! وہی ہے جس سے میں طمع رکھتا ہوں کہ یوم الدین کو میری خطائیں معاف کردے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنے رب کے طور پہ پالے تو اس کے ماسوا کسی سے تعلق قائم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا جب کسی سے تعلق قائم ہوتا ہے تو یہی شرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنانا توحید ہے۔ سیدنا ابراھیم علیہ السلام نے یہ کہا تھا:

''یہ سب میرے دشمن ہیں سوائے اللہ رب العالمین کے۔''

لٰہذا رب العالمین کو اپنا سب کچھ بنانے والا کامیاب ہے۔ اور رب العالمین کو اپنا سب کچھ بنانے والا کیا کام کرتا ہے؟ وہ اس کو اپنے خالق کے طور پہ پہچانتا ہے۔ وہ ہے جس نے مجھے ساری قوتیں اور سارا وجود عطا کیا ہے۔ جس نے وجود دیا تو وجود کی قوتیں بھی وہی

دیتا ہے، اس کے لیے غذا بھی وہی فراہم کرتا ہے اور اسباب بھی وہی فراہم کرتا ہے۔ یہ پہچان معرفت کہلاتی ہے۔ اس پہچان کے بعد جو کام ہوتا ہے وہ کیا ہے؟ اس پہچان کے بعد ایک انسان تعلق قائم کرتا ہے کہ وہی میرا سب کچھ ہے۔

اصلی تعلق تو رب کا تعلق ہے

دنیا میں رشتے تو سب ہی بنانا چاہتے ہیں۔ کبھی انسان ماں کے ساتھ زیادہ متعلق ہوتا ہے تو یہ فطرت ہے لیکن ماں سب کچھ نہیں ہے۔ ماں کے علاوہ بھی تعلقات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ باپ کے ساتھ، بہن بھائیوں کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ اور دوست احباب سے ساتھ تعلق ہے لیکن پھر بھی خلاء ہے۔ وہ خلا نہیں پر ہوسکتا جب تک انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ نہ بنالے۔ کامیاب ہے وہ جس نے اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ بنالیا۔ اور ناکام ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کو اپنا سب کچھ نہیں بنا سکا۔

تعلق کا راستہ کیا ہے؟

غور وفکر کرنا

اپنے رب کے تعلق کو محسوس کرنا

اور زندگی کے ہر لمحے میں اپنے رب کی عنایات کو محسوس کرنا

اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہونے میں ہی انسان کی تکمیل ہے

یاد رکھیے گا ہر انسان ایک نامکمل وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو کر ہی انسان اپنے آپ کو مکمل کرتا ہے۔ دیکھیں ہم تو بیمار ہوجاتے ہیں تو پھر ہم مکمل کیسے ہوسکتے ہیں؟ جب ہم نے اللہ تعالیٰ کو شافی کے طور پر پالیا تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ

متعلق ہو گئے۔ ہمارے اندر سے گھبراہٹ ختم ہو گئی کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ میرا رب ہے، جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔ہمیں بھوک لگی ہے اور اللہ تعالیٰ رازق ہے ،وہی رزق دینے والا ہے۔ رزق کا انتظام کرنے والے کیسے ظاہر میں الجھ جاتے ہیں تو ان کے دل سے یہ بات غائب ہو جاتی ہے کہ دینے والا اصل میں کون ہے؟

ہر معاملے میں اپنے آپ کو لینے والے (Taker) کے طور پر اور اللہ تعالیٰ کو دینے والے (Giver) کے طور پر پہچان لیں گے تو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں گے اور کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے اور یہی غور وفکر کا راستہ ہے۔اور یہ ہر لمحے کا معاملہ ہے۔اس بات پر ضرور توجہ کیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ داتا (دینے والا) اور ہم لینے والے ہیں بس یہی رشتہ انسان کو مکمل کرتا ہے۔ وہ دیتا ہے اور ہم لیتے ہیں تو وہ مکمل اور ہم نامکمل۔ کامل کے ساتھ تعلق جوڑ کر ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی انسان کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے

اور وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو انسان کے سارے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے۔ ہر مانگ پوری کرتا ہے بن مانگے بھی اور مانگ کر بھی۔ کیا ہمارے وجود کا چلنا، کام کرنا ہماری مرضی اور ارادے سے ہے۔ارادہ اس کا، عطا اس کی، ہمارا کیا مقام ہے؟ وجود ہمارا ہے اور اختیار اس کا۔ لینے والے تو صرف لین دین کا تعلق سیکھ لیں۔ ہمارا لینے والا ہاتھ ہے اور اس کا دینے والا، بس ہر جگہ یہ ہی دیکھ لیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔

کامیابی کا راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں

کامیابی کا اصول ہی یہی ہے کہ اپنے آپ کو پہچانیں، اپنے مقام کو پہچانیں۔ اللہ

تعالیٰ اور اپنے رشتے پہ کام کرلیں کیونکہ اصل رشتہ یہی ہے۔رب سے اپنا تعلق بنالیں۔ مجھے تو تعلق کی سمجھ علق سے آتی ہے۔علق جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کو کہتے ہیں۔وہ علق جو رحم مادر کے ساتھ اوپر کو چمٹ جاتا ہے اور رحم مادر کے ساتھ چمٹ کر اس میں سے خون (Blood) کو چوستا (Suck) ہے اور بڑا ہوتا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جو انسان کا تعلق ہے وہ بھی اسی طرح کا ہے۔اللہ تعالیٰ کی کائنات میں جو کچھ اس کی نعمتوں کی صورت میں موجود ہے اور ہمارے وجود میں بھی اس میں اللہ تعالیٰ کی عطا کو پہچان لیں۔اس کے دینے اور اپنے لینے کو۔یہ ہماری سب سے بڑی ضرورت ہے اور یہی کامیابی کا راستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا راستہ

اس سے محبت کا راستہ

اس سے امید باندھنے کا راستہ

اس سے خوف رکھنے کا راستہ

مصیبت میں صبر کرنے کا راستہ

اس کی خاطر،نعمت ملنے پہ شکر کا راستہ

اس کی خوشی کے لیے جینے اور اس کی خوشی کے لیے جانے کا راستہ

ہاں اسی (رب) نے سیدنا ابراھیم علیہ السلام سے یہ پوچھا تھا کیا تم اسلام لے آئے؟یعنی کیا تم نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردیا؟ تو ابراھیم علیہ السلام نے جواب دیا تھا:

﴿ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴾ (البقرہ:131)

میں نے اپنے آپ کو رب العالمین کے سپرد کر دیا۔

میری سوچ، میری زندگی اس سے متعلق ہوگئی۔اسی کی خوشی کے لیے جینا ہے اور اسی کی خوشی کے لیے جانا ہے۔اس نے فرمایا:

﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴾ (الانعام:162)

آپ کہہ دیں میری نماز میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے

یہ آپ کا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ کامیابی کا راستہ ہے۔ یہ سمجھ جائیں کہ اس زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا بنانا ہے۔خود اس کا بننا اور ہر انسان نے یہی کام کرنا ہے۔عقیدہ اس کے لیے یہ راستہ ہموار کرتا ہے (الحمدللہ)۔

آپ اس کتاب کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا راستہ

اس سے محبت کا راستہ

اس سے امید باندھنے کا راستہ

اس سے خوف رکھنے کا راستہ

مصیبت میں صبر کرنے کا راستہ

اس کی خاطر، نعمت ملنے پہ شکر کا راستہ

اس کی خوشی کے لیے جینے اور اس کی خوشی کے لیے جانے کا راستہ

لاہور، فیصل آباد، کراچی